خطبہ:51

نیشنل امام کونسل، امریکا

حج: ایک ہمہ گیر تبدیلی کا ذریعہ

تمہید:

معزز بزرگو اور محترم بھائیو!

اسلام محض چند رسومات کا نام نہیں اور نہ ہی یہ زندگی کے چند مخصوص لمحوں تک محدود کوئی مذہب ہے، بلکہ یہ ایک مکمل اور جامع نظامِ حیات ہے جو ہماری زندگی کے ہر پہلو کی رہنمائی کرتا ہے۔ یہ ہمارے عقائد، ہماری عبادات، ہمارے معاملات اور ہمارے کردار کو سنوارتا اور منظم کرتا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسلام کی اس مضبوط بنیاد کو نہایت خوبصورتی کے ساتھ بیان فرمایا:

بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ (متفق علیہ)

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔''

جس طرح ایک مضبوط عمارت اپنے ستونوں پر قائم رہتی ہے، اسی طرح ایک مسلمان کا ایمان بھی ان بنیادی عبادات پر قائم رہتا ہے۔ اگر یہ ستون مضبوط ہوں تو دین کی پوری عمارت مضبوط رہتی ہے، اور اگر یہ کمزور ہو جائیں تو پوری دینی زندگی کمزور اور خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ ان ستونوں میں حج کو ایک منفرد اور عظیم مقام حاصل ہے۔ حج محض ایک جگہ سے دوسری جگہ کا جسمانی سفر نہیں اور نہ ہی چند دنوں میں ادا کیے جانے والے چند اعمال و رسومات کا نام ہے، بلکہ یہ روح کا سفر، نفس کی پاکیزگی اور انسان کی مکمل تبدیلی کا ذریعہ ہے۔ حج انسان کو قربانی، عاجزی، صبر اور اللہ تعالیٰ کے سامنے مکمل سپردگی کا درس دیتا ہے۔ یہ انسان کی سوچ کو بدل دیتا ہے، اس کی ترجیحات کو درست کرتا ہے اور اپنے رب کے ساتھ اس کے تعلق کو مضبوط بناتا ہے۔ اسی لیے حج صرف ایک فرض عبادت نہیں بلکہ ایک ایسا عظیم موقع ہے جس کے ذریعے انسان گناہوں سے پاک ہو کر روحانی بلندی کے ساتھ ایک نئی زندگی کی طرف واپس لوٹتا ہے۔

1. حج: ایک الٰہی فرض

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں واضح طور پر ارشاد فرماتا ہے:

وَلِلَّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا (آل عمران: 97)

”اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا فرض ہے، جو اس تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو۔“

یہ آیتِ مبارکہ اس بات کو واضح کرتی ہے کہ حج کوئی اختیاری عمل یا محض نیکی کا کام نہیں، بلکہ ایک واضح اور لازمی فرض ہے۔ یہ وہ ذمہ داری ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہر اُس مسلمان پر عائد فرمائی ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ آیت کے الفاظ ”وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ“ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ حج اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر ایک حق ہے۔ جس طرح ہم لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں احتیاط کرتے ہیں، اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر ہمیں اپنے خالق کے حقوق ادا کرنے کی فکر ہونی چاہیے۔

حج ہر اُس مسلمان پر فرض ہے جس کے پاس:

- مالی استطاعت ہو (سفر اور اہلِ خانہ کے اخراجات کی گنجائش کے ساتھ)
- جسمانی استطاعت ہو (صحت اور مناسکِ حج ادا کرنے کی طاقت)
- حج کوئی اختیاری عبادت یا ثانوی عمل نہیں بلکہ یہ اسلام کا ایک بنیادی ستون ہے جس پر دین کی عمارت قائم ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی شخص کے پاس استطاعت آ جائے تو حج فوراً اس کے ذمے واجب ہو جاتا ہے۔ بلا وجہ اس میں تاخیر کرنا درست نہیں۔ اسی آیت کے آخر میں اللہ تعالیٰ مزید ارشاد فرماتا ہے:

وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ (آل عمران: 97)

”اور جو انکار کرے، تو بے شک اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔“

یہ نہایت سخت اور تنبیہ آمیز جملہ ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ یہاں ہر صورت میں حقیقی کفر مراد نہیں، بلکہ اس کا مقصد اس بات کی سنگینی کو بیان کرنا ہے کہ استطاعت کے باوجود حج کو ترک کرنا یا مسلسل مؤخر کرتے رہنا کس قدر خطرناک معاملہ ہے۔ یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکری کی ایک صورت ہے، جس نے ہمیں مال، صحت، وقت اور موقع عطا فرمایا، لیکن ہم اس کے حکم پر لبیک کہنے میں سستی کرتے ہیں۔

معزز بھائیو!

دنیاوی معاملات میں ہم بڑی جلدی کرتے ہیں۔ کاروبار ہو، سفر ہو، تعلیم ہو یا ذاتی منصوبے، ہم فوراً تیاری شروع کر دیتے ہیں۔ لیکن جب معاملہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا آتا ہے تو ہم تاخیر کرتے رہتے ہیں۔ ہم زندگی کے ہر کام کی فوری منصوبہ بندی کرتے ہیں، سوائے اللہ کے حقوق کے۔ یہ دراصل ہماری ترجیحات کے بگڑ جانے کی علامت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں استطاعت عطا فرمادی ہے تو سوال یہ نہیں ہونا چاہیے کہ: ”میں حج کب کروں گا؟“ بلکہ اصل سوال یہ ہونا چاہیے: ”میں ابھی تک حج کے لیے گیا کیوں نہیں؟“

2۔ ایک غلط فہمی: ”ہم بعد میں حج کر لیں گے“

حج کے بارے میں پائی جانے والی سب سے عام غلط فہمیوں میں سے ایک یہ ہے کہ لوگ بلا وجہ حج کو مؤخر کرتے رہتے ہیں۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں:

- ابھی زندگی انجوائے کر لیں، بعد میں حج کر لیں گے۔
- جب بوڑھے ہو جائیں گے تو حج کریں گے۔

● جب کاروبار، ذمہ داریاں اور گھریلو معاملات ختم ہو جائیں گے، تب حج کے لیے جائیں گے۔

یہ سوچ آج بہت عام ہو چکی ہے، لیکن روحانی اعتبار سے نہایت خطرناک ہے۔ یہ اس ذہنیت کی عکاسی کرتی ہے جس میں انسان اپنی خواہشات کو ترجیح دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کو مؤخر کرتا رہتا ہے۔

معزز بزرگو اور محترم بھائیو!

زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں۔ جب ہم حج کو ٹالتے ہیں تو ہم اپنے آپ کو ایسے خطرات کے حوالے کر دیتے ہیں جو ہمارے اختیار میں نہیں ہوتے۔ کتنے ہی لوگ تھے جنہوں نے حج کی نیت کی لیکن انہیں موقع ہی نہ مل سکا۔

کتنے لوگوں نے کہا: ''اگلے سال جائیں گے''، لیکن وہ اگلا سال ان کی زندگی میں آیا ہی نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

وَالْحَجُّ الْمَبْرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الْجَنَّةُ (متفق علیہ)

''حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔''

یہ حدیث اس بات کو واضح کرتی ہے کہ حج صرف ایک فرض عبادت نہیں، بلکہ مکمل مغفرت اور دائمی کامیابی حاصل کرنے کا ایک عظیم موقع ہے۔ آخر ایک مومن ایسی عبادت کو کیوں مؤخر کرے جس کا اجر خود جنت ہو؟

3. ہر رکنِ اسلام کا ایک مقصد ہے۔ حج انسان کو بدل دیتا ہے

ایک بنیادی حقیقت جسے ہمیں سمجھنا چاہیے یہ ہے کہ اسلامی عبادات محض ظاہری رسومات یا رسمی اعمال نہیں ہیں۔ اسلام میں ہر عبادت اپنے اندر ایک گہرا مقصد اور حکمت رکھتی ہے۔ ان عبادات کا مقصد ہماری زندگیوں کو بدلنا، ہمارے دلوں کو پاک کرنا، اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ارکان کو ہم پر بوجھ بنانے کے لیے فرض نہیں کیا، بلکہ ہمیں سنوارنے، بلند کرنے اور نیکی کے راستے پر چلانے کے لیے عطا فرمایا ہے۔

● اللہ تعالیٰ نماز کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ (العنکبوت: 45)

''بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔''

نماز صرف کھڑے ہونے، رکوع اور سجدہ کرنے کا نام نہیں، بلکہ اس کا مقصد انسان کو گناہوں سے روکنا، برائیوں سے بچانا اور دن بھر اللہ تعالیٰ سے جوڑے رکھنا ہے۔ اگر کوئی شخص پابندی سے نماز پڑھتا ہو لیکن پھر بھی جھوٹ، دھوکہ، ظلم اور برائیوں میں مبتلا رہے تو اس کا مطلب ہے کہ نماز کا حقیقی مقصد حاصل نہیں ہوا۔

● اسی طرح اللہ تعالیٰ روزے کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (بقرہ)

''اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ۔''

روزہ صرف بھوکا اور پیاسا رہنے کا نام نہیں، بلکہ اس کا مقصد تقویٰ پیدا کرنا، خواہشات پر قابو پانا، اور نفس کی تربیت کرنا ہے۔ اگر رمضان کے بعد انسان دوبارہ انہی گناہوں اور بری عادتوں کی طرف لوٹ جائے تو اس کا مطلب ہے کہ روزے کی روح حاصل نہیں ہوئی۔

● معزز بھائیو اور بزرگو!

جب حج کی بات آتی ہے تو اس کا اثر اور بھی زیادہ وسیع اور گہرا ہوتا ہے۔ حج صرف مکہ مکرمہ کا سفر، احرام پہننے اور چند مناسک ادا کرنے کا نام نہیں، بلکہ یہ ایک مومن کی پوری شخصیت کو بدل دینے والی عبادت ہے۔ یہ انسان کی سوچ کو دنیا سے آخرت کی طرف منتقل کرتا ہے، تمام ظاہری فرق اور مرتبے ختم کر کے عاجزی پیدا کرتا ہے، مشکلات کے ذریعے صبر سکھاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کا جذبہ پیدا کرتا ہے، اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں اور نبی کریم ﷺ کی سنت کے ساتھ تعلق کو تازہ کرتا ہے۔

لہٰذا حج صرف چند اعمال مکمل کرنے کا نام نہیں، بلکہ ایک نئی زندگی اختیار کرنے کا نام ہے۔ ایک حاجی کو چاہیے کہ وہ حج سے واپس آ کر پاکیزہ دل، بہتر کردار، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط تعلق کے ساتھ زندگی گزارے۔ اگر حج کے بعد ہماری زندگی میں تبدیلی نہ آئے، ہماری عادتیں بہتر نہ ہوں، اور ہمارا تعلق اللہ سے مضبوط نہ ہو، تو ہمیں اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہیے:

"کیا ہم نے صرف حج ادا کیا...... یا واقعی حج نے ہمیں بدل دیا؟"

4. حج: اتحاد اور مساوات کا عالمی درس

اسلام ایک انفرادی مذہب نہیں، بلکہ وہ ہمیں ایک امت اور ایک جماعت کی حیثیت سے زندگی گزارنا سکھاتا ہے۔ روزمرہ کی عبادات سے لے کر بڑے اجتماعی اجتماعات تک، اسلام مسلسل ہمیں اتحاد، اجتماعیت اور باہمی تعلق کا درس دیتا ہے۔ ہم دن میں پانچ مرتبہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں، ہر ہفتے جمعہ کے لیے جمع ہوتے ہیں، ہر سال عید کی خوشیاں اکٹھے مناتے ہیں، اور سب سے بڑی سطح پر اللہ تعالیٰ حج کے ذریعے پوری امتِ مسلمہ کو ایک جگہ جمع فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں اس عالمی اتحاد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَىٰ (الحجرات: 13)

"اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا۔"

یہ آیت ہمیں یہ درس دیتی ہے کہ تمام انسانوں کی اصل ایک ہے، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک فضیلت کا معیار رنگ، نسل، قومیت یا دنیاوی مرتبہ نہیں، بلکہ صرف تقویٰ ہے۔

جب کوئی شخص حج کے لیے جاتا ہے تو وہ اس اتحاد کو سب سے زیادہ طاقتور انداز میں اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے۔ دنیا کے ہر کونے سے آنے والے لاکھوں مسلمان ایک ہی جگہ جمع ہوتے ہیں، ایک ہی وقت میں ایک ہی عبادات انجام دیتے ہیں، اور سب کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے۔ سب ایک جیسا سادہ احرام پہنتے ہیں، ایک ہی زمین پر کھڑے ہوتے ہیں، اور ایک ہی اللہ کو پکارتے ہیں۔

حج میں دنیا کے تمام ظاہری فرق مٹ جاتے ہیں:

● امیر اور غریب ایک ساتھ کھڑے ہوتے ہیں

- کالے اور گورے ایک صف میں نظر آتے ہیں
- عرب اور عجمی سب برابر ہو جاتے ہیں

وہاں کسی کی پہچان اس کے مال، عہدے یا سماجی حیثیت سے نہیں ہوتی، بلکہ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کی عاجزی، اخلاص اور تقویٰ سے ہوتی ہے۔ یہ اس حقیقت کا عملی مظاہرہ ہے کہ اسلام مساوات اور انصاف کا مذہب ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اس امت کو ایک جسم اور ایک مضبوط عمارت سے تشبیہ دی ہے: "بُنْیَانٌ مَّرْصُوصٌ" یعنی ایک ایسی مضبوط عمارت جس کے تمام حصے آپس میں جڑے ہوئے ہوں۔ حج اس تصور کو مزید مضبوط کرتا ہے، کیونکہ یہ مختلف ملکوں، زبانوں اور ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے دلوں کو آپس میں جوڑ دیتا ہے۔ یہ ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہم مختلف گروہ نہیں، بلکہ ایک امت ہیں؛ ہمارا ایمان ایک، ہمارا قبلہ ایک، اور ہمارا مقصد ایک ہے۔

اس عظیم تجربے کے اثرات نہایت گہرے ہوتے ہیں۔ حج انسان کی سوچ کو وسیع کرتا ہے، دل سے تکبر، تعصب اور نسل پرستی کو نکالتا ہے، اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے محبت پیدا کرتا ہے۔ ایک حاجی حج سے واپس آتا ہے تو اس کی سوچ پہلے سے زیادہ وسیع، اس کا دل پہلے سے زیادہ نرم، اور امت کے ساتھ اس کا تعلق پہلے سے زیادہ مضبوط ہو چکا ہوتا ہے۔ یہی حج کا ایک عظیم سبق ہے کہ ہم سب اللہ کے بندے ہیں، اس کے سامنے برابر ہیں، اور اسی کی عبادت میں متحد ہیں۔

5. حج کا حقیقی مقصد

حج کا اصل مقصد صرف چند مناسک ادا کر لینا نہیں، بلکہ اپنی زندگی میں ایک دائمی اور حقیقی تبدیلی پیدا کرنا ہے۔ حج ایک روحانی تربیت ہے جو ایک مومن کو اس بات کے لیے تیار کرتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو نئے عزم اور نئی روح کے ساتھ مضبوط کرے۔ حج کی حقیقی کامیابی صرف ایامِ حج میں نظر نہیں آتی، بلکہ اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب انسان حج سے واپس اپنے گھر لوٹتا ہے۔ حج کے بعد انسان کو زندگی کے ہر شعبے میں بہتر ہو جانا چاہیے۔ اس کی گفتگو جھوٹ، غیبت اور سخت لہجے سے پاک ہو جائے۔ اس کے اعمال میں اخلاص اور اطاعتِ الٰہی نمایاں ہو۔ لوگوں کے ساتھ اس کے معاملات دیانت، انصاف اور ہمدردی پر مبنی ہو جائیں۔ اور سب سے بڑھ کر اس کی عبادات پہلے سے زیادہ مضبوط، باقاعدہ اور بامعنی ہو جائیں۔

حجِ مقبول کی چند واضح نشانیاں ہیں، جن میں یہ شامل ہیں:

- گناہوں میں کمی آنا
- عبادات میں اضافہ ہونا
- دل میں نرمی اور عاجزی پیدا ہونا
- اخلاق اور کردار میں بہتری آنا

جب یہ تبدیلیاں کسی شخص کی زندگی میں ظاہر ہونے لگیں تو یہ اس بات کی مضبوط علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا حج قبول فرما لیا ہے۔
لیکن اگر کوئی شخص حج سے واپس آئے اور اس کی زندگی میں کوئی واضح تبدیلی نہ آئے، اس کی عادتیں ویسی ہی رہیں، اس کا کردار نہ

بدلے، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کا تعلق مضبوط نہ ہو، تو پھر ہمیں سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حج کی روح حاصل نہیں ہوئی، بلکہ صرف ظاہری اعمال ادا کیے گئے۔

لہٰذا ہمیں اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ حج محض ایک سفر نہیں، بلکہ ایک ہمہ گیر تبدیلی کا نام ہے۔ ایک مومن کو حج سے اس حال میں واپس آنا چاہیے کہ اس کا دل پاکیزہ ہو چکا ہو، اس کا ایمان پہلے سے زیادہ مضبوط ہو، اور وہ اپنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق گزارنے کا پختہ عزم کر چکا ہو۔

اختتامیہ:

معزز بزرگو اور محترم بھائیو!

حج محض جسم کا سفر نہیں، بلکہ روح کا سفر ہے۔ یہ قربانی، عاجزی، صبر اور اللہ تعالیٰ کے سامنے مکمل سپردگی کی ایک عظیم تربیت گاہ ہے۔ یہ ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں، حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اطاعت، اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے توکل اور یقین سے جوڑتا ہے۔ جو شخص حج کی حقیقت کو سمجھ لیتا ہے، وہ پہلے جیسا واپس نہیں آتا، بلکہ وہ گناہوں سے پاک، عاجز، اور اطاعت و نیکی کی زندگی گزارنے کے عزم کے ساتھ واپس لوٹتا ہے۔

لہٰذا اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو استطاعت عطا فرمائی ہے تو اس عظیم فرض کو ہرگز مؤخر نہ کریں۔ جب تک صحت، وقت اور موقع موجود ہے، اللہ تعالیٰ کی پکار پر لبیک کہیں۔ اور جن لوگوں نے حج ادا کر لیا ہے، انہیں سنجیدگی کے ساتھ اپنے آپ سے یہ سوال کرنا چاہیے: کیا میرے حج نے مجھے بدلا؟ کیا میرے اخلاق، میری عبادات اور لوگوں کے ساتھ میرے معاملات میں بہتری آئی؟ کیونکہ حج کی حقیقی کامیابی صرف مکہ پہنچنے میں نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہو کر واپس آنے میں ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حج کو اس کی حقیقی روح کے ساتھ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ ہمارے حج کو حجِ مبرور بنائے، ہمارے گناہوں کو معاف فرمائے، ہمارے دلوں کو پاک فرمائے، اور ہماری زندگیوں میں حج کو ایک مکمل اور مثبت تبدیلی کا ذریعہ بنا دے۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو حق پر متحد فرمائے، ہمارے دلوں سے تکبر، نفرت اور تفرقہ کو دور فرمائے، اور ہمیں اپنی سچی اطاعت کی حالت میں زندگی گزارنے اور اسی حالت میں دنیا سے رخصت ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔